(غلام گردش)

خاموشی

کیالازم ہے کہ کوئی شخص ہروقت جو کہے وہ بالکل درست ہو! کیایہ ممکن ہے کہ کوئی انسان ہروقت صحیح اورصائب بات کرے! نہیں! صاحبان فہم! یہ ممکن ہی نہیں، قطعاً ممکن نہیں! قوموں اور ملکوں کو بھی اسی زاویے سے دیکھنے کی کوشش کیجئے۔ ممکن ہے کہ کڑیاں ملنے لگیں اور معاملات کو سمجھنے میں آسانی ہوجائے۔شائد!

مشکل مسائل کو کشید کرآسان طور پر پیش کرنا خاص ہنر ہے۔میں محض ایک طالبعلم ہوں۔ بلکہ طالبعلم کی نشست پر بھی بیٹھنے کے قابل نہیں! سیکھنے اور پڑھنے کی جستجو میں زندگی گزارنے والا۔ ہمارے دانشور اور اہل فکر ایک خاص تناظر میں واقعات کو پیش کرتے ہیں۔ یہ مخصوص تناظر ہی وہ عملی اور فکری قدغن ہے جسمیں انہوں نے اپنے آپکو مقید کررکھا ہے۔معاملہ صرف اہل ہنر لوگوں کا نہیں۔ یہاں کسی بھی شعبہ کا فرد اپنے علاوہ کسی کو درست نہیں سمجھتا۔کیا سیاستدان، کیا سرکاری ملازم، کیا ادیب یا کوئی دانشور۔ ہماری موجودہ صورتحال کی متعدد وجوہات ہیں۔اس میں ایک بہت سنجیدہ وجہ یہ ہے کہ ہمارے اندراتنے قدآور لوگ موجود ہی نہیں ہیں جو اپنے سائے سے باہر نکل سکیں۔وہ لوگ خود اپنی ہی چھاؤں کے اندھیرے میں گم ہیں۔ان حالات میں بہتری کی توقع کرنا بہت مشکل ہے! قدرے مشکل! مگر ناممکن ہرگز نہیں!

ہماری زندگی کے اکثر رویوں میں بہت عجیب سا انتشار ہے۔آپ کسی آدمی کو غور سے دیکھیے۔اپنی دہائیوں کی قیادت پر غور کیجئے۔آپکو حقیقت میں بڑے لوگ بہت کم نظر آئینگے۔ ہمارے پاس اکثریت چھوٹے چھوٹے بونوں کی ہے جو محنت کرتے ہیں کہ انکی رعایا میں سے کوئی بھی انسان ان سے قدآور نہ ہوجائے۔وہ موت کے اصل سفر تک اسی عذاب میں مبتلا رہتے ہیں کہ ہرطرف انکا ہی نام ہو اور کوئی دوسرا انکے سامنے کھڑا ہونے کی جرات نہ کرسکے۔ یہ نفرت انگیز رویہ وہ اپنی اولاد کی رگوں میں بھی شامل کرکے اس دنیا سے اٹھتے ہیں۔نتیجہ سامنے ہے! پورے ملک میں عدم تحفظ اور نفسا نفسی کا دور دوراں ہے۔ بلکہ نفسا نفسی کا راج ہے! بونوں نے جنوں کے لبادے اوڑھ رکھے ہیں۔ جوانہیں جن کہتا ہے وہ اسکے سوا ہر ایک کو ایذا پہنچانے کی مسلسل کوشش کرتے ہیں۔

اگر آپ ملکی رویوں کا مقابلہ باقی دنیا سے نہ کریں تو آپکو کسی قسم کا کوئی تضاد نظر نہیں آئیگا۔مگر بدقسمتی سے اگر آپ کسی طرز کا بلاواسطہ یا بلواسطہ موازنہ کرنے کی کوشش کریں تو ہر امر صاف ہوکر آپکے سامنے آجائیگا۔ بلکہ اصل حقیقت باہر آکر کھڑی ہوجائیگی۔آپکو پھر اندازہ ہوگا کہ ہم لوگوں کو پیہم جھوٹ کی لوری دیکر سلا دیا گیا ہے۔ بہت گہری نیند! بہت ہی گہری نیند! جس میں بیدار ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں! یقین نہیں آتا تو اردگرد چشم بینا سے دیکھنے کی ہمت کیجئے۔آپ میری بات سے شائد اتفاق کرنے لگیں گے۔بات کو آگے بڑھائیے!

مغرب گزشتہ دوسو سے تین سوسال میں غیر معمولی ترقی کرچکا ہے۔ یہ ترقی زندگی کے ہر شعبہ پر محیط ہے۔انسان کی زندگی کا ہرلمحہ اس تبدیلی سے متاثر ہوا ہے۔انہوں نے اپنی ترقی کی بنیاد سائنس اور ٹیکنالوجی پر رکھی ہے۔ان قوموں کا ابتدائی دور دیکھیے۔انکے اس وقت کے فکری رجحانات دیکھیے۔چارسوسال پہلے کا مغرب بالکل ہماری طرح کا تھا۔فکری طور پر منتشر اور تبدیلی کے خوف سے ڈرا ہوا! پاکستان

اس وقت بالکل اسی طرح ہے۔مغرب نے اس سفر میں بے انتہا قربانیاں دی ہیں۔وہاں جہالت کا یہ حال تھا کہ خوبصورت خواتین کو جادوگرنیاں اور چڑیلیں قرار دیکر زندہ جلا دیا جاتا تھا۔لاکھوں خواتین کو اس ظالمانہ طریقے سے نیست و نابود کر دیا گیا۔وہ الگ بات ہے کہ داعش اب اردن سے تعلق رکھنے والے پائلٹ کو زندہ جلا کر دنیا کے سامنے فاتحانہ انداز میں اپنا پیغام پہنچاتی ہے۔جب وہ مسلمان ہوا باز جلتے ہوئے چیخیں مارتا ہے تو اسے ریکارڈ کرکے پوری دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔جب وہ مرنے سے پہلے اپنا جلتا ہوا سر پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے تو نعرے بلند کیے جاتے ہیں۔پنجرے میں قید انسان کو زندہ جلا کر اسے پنجرے سمیت ایک بلڈوزر کے ذریعے دفنا دیا جاتا ہے۔نہ تجہیز، نہ دعا، نہ کفن، نہ قبر۔یہ کونسا پیغام ہے؟ داعش والے بضد ہیں کہ وہ اسلام کے حقیقی پیروکار ہیں! صاحبان کیا کہا جائے، کیا لکھا جائے! خیر میں مغرب کی عرض کر رہا تھا۔جب فرانس اور لندن نے تحقیق کا دروازہ کھولا تو انہوں نے ہر قدیم رویہ کو نفی کر دیا۔یہ بہت ہی مشکل مرحلہ تھا۔پرانے پاسبان اس قدر مضبوط تھے کہ کسی بھی تحقیق کو جگہ دینے کیلیے تیار نہیں تھے۔چنانچہ قتل و غارت کا ایک دور شروع ہوا جس میں آخری مرحلہ پرنئی اور تحقیقی فکر نے فتح حاصل کی۔ہمارا ملک ابھی اس مرحلہ سے نہیں گزرا۔شائد ابھی تک وہ مقام نہیں آیا کہ ہم لوگ محض علمی تحقیق کے حوالے سے اپنی سوسائٹی کو ترتیب دے سکیں۔یورپ جو آپکو بہت برق رفتاری سے آگے دوڑتا ہوا نظر آتا ہے، یہ دو تین دہائیوں کی بات نہیں۔اس میں صدیوں کی جستجو، ریاضت اور شخصی قربانیاں شامل ہیں۔گزشتہ دو سو سالوں میں ان قوموں کو ہم پر مکمل بالادستی حاصل ہو چکی ہے۔ایک فیصلہ کن برتری! آج کی مغربی دنیا اور بالخصوص امریکہ اسی فکری انقلاب کا ثمر ہے۔آپ تاریخ، فلسفہ یا سائنس کی کوئی کتاب اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ان ملکوں نے زمانے میں زندہ اور آگے نکلنے کا ہنر جان لیا ہے۔ہماری زبوں حالی کا عالم یہ ہے کہ نہ ہمیں اپنے نقصان کا اندازہ ہے اور نہ ہم اپنے آپکو تبدیل کرنے کیلیے تیار ہیں۔پھر ترقی تو محض ایک خواہش ہے یا ایک خواب! مسلسل نیند میں ہم خواب دیکھنے کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتے ہیں؟

آپ اپنے ملک میں مغرب کے حوالے سے متعدد متضاد روشوں کو دیکھتے ہیں۔ملک کی ایک کثیر تعداد یہ سمجھتی ہے کہ ہم ہی سب سے اہم ہیں۔لہذا ہمارے لیے باقی تمام ممالک کوئی معنی نہیں رکھتے۔آپ کسی مکالمہ میں اگر امریکہ یا لندن یا فرانس کی بے مثال ترقی کے متعلق کوئی لفظ بولیں، تو فوری طور پر اسکی نفی کر دیجاتی ہے۔آپکو شک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔آپکو اسی وقت ایک ملزم قرار دیا جاتا ہے جو غیر ملکی امداد پر پل رہا ہو اور جسکا اپنے ملک کے خلاف ایک مخصوص ایجنڈا ہو۔ہماری سیاسی زندگی میں اسکی اَن گنت مثالیں ہیں۔تقریباً اَسی فیصد جماعتیں امریکہ کے خلاف نعرے لگاتے ہیں۔وہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہماری تمام مشکلوں کا ذمہ دار صرف اور صرف مغرب ہے۔انکی اس دلیل یا الزام میں کافی حد تک سچائی موجود ہے۔لیکن ہمیں امریکہ نے صرف اس شرط پر استعمال کیا کہ ہم بذات خود استعمال ہونے کیلیے تیار تھے۔میں جزئیات میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ اس حقیقت کو ثابت کرنے کیلیے بہت زیادہ ثبوت موجود ہیں۔کوئی ملکی قیادت اس الزام سے بری الزمہ نہیں کہ انہوں نے محض اپنے ذاتی مفادات کیلیے ہر چیز قبول کر لی۔کیا فوجی اور کیا سیاسی قیادت، کسی میں جوہری طور پر کوئی فرق نہیں! آپ اگر پاکستان میں کسی بھی سیاسی رول میں ہیں تو آپکو محسوس ہوگا کہ، عوام کو خوش کرنے کیلیے ایک نعرہ گزشتہ پچاس سال سے مسلسل لگایا جا رہا ہے۔عمومی نعرہ یہ ہے کہ ہماری قوم کو مغرب کی غلامی سے

آزاد کیا جائیگا۔مگر کوئی یہ نہیں سمجھاتا کہ کیسے اور کس طرح! کوئی جواب نہیں دیتا کہ آزادی حاصل کرنے کیلیے محض جذباتیت نہیں بلکہ مضبوط فکری بنیادوں پر معاشرے میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔کوئی اس انقلاب کے لیے تیار نہیں! کوئی بھی! سب سے بڑھ کر وہی لوگ جواس نعرے کو ہر وقت بلند کرتے رہتے ہیں۔ہم مغرب کا ایجاد کیا ہوا لاؤڈ سپیکر، کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، موبائل اور سافٹ وئیر استعمال کرتے ہیں اور پھر انہیں کو گالی بھی دیتے ہیں۔کوئی بھی قیادت اس تضاد کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہتی بلکہ اس پر مکمل خاموشی اختیار کر لی جاتی ہے۔میں یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ان لوگوں میں شامل ہوں جو مغرب کے تسلط سے باہر آنا چاہتے ہیں۔مگر کوئی اس تغیر کیلیے ہاتھ پکڑنے کی جرات نہیں رکھتا۔

اسکے بالکل برعکس ہمارے اندر ایک اور طبقہ موجود ہے جو ہماری ہر خرابی کو ایک دلیل کے طور پر استعمال کرتا ہے۔انکے نزدیک ہمارے تمام مسائل کا ایک ہی حل ہے کہ ہم بھرپور طریقے سے مغرب کی اطاعت میں آ جائیں۔انکے نزدیک دنیا کو جانچنے کا صرف ایک طریقہ ہے کہ ہم سوچے سمجھے بغیر انہی اصولی بنیادوں پر اپنے نظام کو استوار کرلیں جو اس وقت امریہ اور مغرب ہمیں سمجھا رہا ہے۔عرض کروں کہ یہ ہندوستان سے ہمارا تعلق ایک مختلف زاویے سے پیش کرتے ہیں۔انکے نزدیک ان دوملکوں کی سرحد محض ایک غیر فطری لکیر سی ہے جسکی کوئی گنجائش نہیں۔میں نے ہندوستان کا ذکر اسلیے کیا کہ یہ فکر رکھنے والے ہمارے ہمسایہ ملک کو ایک مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں۔تمام مشکلات کے باوجود ہندوستان کی تیز رفتار ترقی کی مثال دیتے ہیں۔یہ لوگ پاکستان کے تمام نظام کو مغربی قدروں کے حوالے سے مکمل تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ان کیلیے سیکولر یا لادین کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے۔اس نظریہ کو غلط یا صحیح ثابت کرنے کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔مگر اس مضبوطِ نظر سے پاکستان کو دیکھنے والے کسی کی بات سننے کیلیے تیار نہیں! وہ سمجھتے ہیں بلکہ برملا اظہار کرتے ہیں کہ صرف اور صرف وہی ٹھیک ہیں۔میں کسی شخصی بحث میں نہیں جانا چاہتا مگر اس فکر کو پھیلانے والے ہر جگہ نظر آتے ہیں اور انکی تعداد میں بھرپور اضافہ ہو رہا ہے۔آپ انکے استدلال کو دیکھیے تو یہ ہماری تمام پستی اور جہالت کا ذمہ دار دنیاوی طور پر تحقیق اور سائنس کی دنیا سے دوری کو بتاتے ہیں۔میں سیاست کے میدان کا کھلاڑی نہیں، بلکہ بالکل بھی نہیں! مگر یہ لوگ کافی حد تک ہمارے فکری مسائل کو محض اپنے زاویہ سے پرکھ کر حل کرنا چاہتے ہیں۔کیا یہ لوگ صحیح ہیں! کیا یہ لوگ غلط ہیں! اسکا انحصار محض آپکے سوچنے اور سمجھنے کے طریقے پر ہے۔مگر وہ جو باتیں کر رہے ہیں، ان میں کچھ فیصد معاملات سنجیدگی سے سوچنے کے قابل ہیں۔بہرحال وہ بھی حقیقت کے کافی نزدیک ہیں۔مجھے کبھی کبھی انکی کہی ہوئی باتوں میں سے کچھ سچائی نظر آنے لگتی ہے۔مگر پھر بھی انکے پورے استدلال سے قطعاً اتفاق نہیں کرتا۔

اس معاملے سے بالکل برعکس، ہمارے ملک میں ایک خاموش اکثریت موجود ہے۔اس میں ہر طبقہ فکر کے لوگ موجود ہیں۔یہ خاموش اسلیے ہیں کہ انہیں مندرجہ بالا پیش کردہ دونوں زاویوں سے اختلاف ہوتا ہے مگر کبھی کبھی وہ دونوں سے اتفاق کر لیتے ہیں۔یہ کھل کر کوئی بھی پوزیشن لینے کیلیے قطعاً تیار نہیں! ان میں سے کچھ خاموش صرف اسلیے ہیں کہ انکے مفادات ایک مخصوص طرزِ عمل لینے سے متاثر ہوتے ہیں۔وہ اپنے ذاتی مفادات کو برقرار رکھنے کیلیے ہر فریق کے ساتھ ہیں۔میں نے " کچھ " کا لفظ استعمال کیا ہے سب کا نہیں! یہ لوگ سیاست کی اعلیٰ قیادت میں موجود ہیں۔یہ ہر طور پر اپنے مفادات کا تحفظ چاہتے ہیں۔یہ لندن اور امریکہ میں مغرب کی تمام سہولتیں

استعمال کرتے ہیں۔ان میں سے کچھ کی جائیداد مغربی ممالک میں محفوظ ہے۔مگر یہ پاکستان میں اپنے آپکو زندہ رکھنے کیلیے ہرسمت سے پیچ کھیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔یہ ہرٹیم کے ساتھ ہیں جو جیت جائے اسکو کندھوں پر لٹکانے کیلیے پیہم تیار ہیں۔یہ کبھی بھی کھل کر اپنا نقطہ نظر نہیں بتاتے۔اگر آج انکی حکومت طالبان سے فائدہ اٹھا سکتی ہے تو یہ انکا ساتھ دیتے ہیں۔اگر کچھ عرصے کے بعد مذہبی شدت پسندی انکے معروضی حالات کے خلاف ہے تو وہ اسکے خلاف جنگ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ان میں سے اکثریت انتہائی جانفشانی سے لوگوں کو بیوقوف بناتی ہے اور بدقسمتی سے یہ لوگ اب تک کامیاب ہیں۔ان لوگوں کے علاوہ اکثریت تذبذب کا شکار ہے۔انکو سمجھ نہیں آرہا کہ وہ اس بساط پر کس کا ساتھ دیں۔انکے لب صرف اسلیے سلے ہوئے ہیں کہ اپنے آپکو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔آہستہ سے سانس لینے کا حق مانگتے ہیں۔اور محض سانس لینا چاہتے ہیں۔

تفصیل میں نہیں جانا چاہتا!اس بحث میں بھی پڑنا نہیں چاہتا!فکری انتشار کو اگر کم نہیں کرسکتا تو بڑھانا بھی نہیں چاہتا!مگر میں دل سے چاہتا ہوں کہ ہم لوگ اپنے سماجی اور مذہبی قدروں کو محفوظ رکھتے ہوئے مغرب کے ان اصولوں سے صرف نظر نہ کریں جس سے عام انسان کی زندگی بہتر ہوسکتی ہے!ہمیں دیانت داری،قانون کی حکمرانی اور سائنسی تحقیق کی اشد ضرورت ہے!یہ قابل غور عناصر ہیں!مگر مجھے اس وقت اگر کسی کم مائیگی کا احساس ہوتا ہے تو محض یہ کہ ہمارے پاس کوئی ایسی بلند قامت شخصیت نہیں جو ہمارے اور مغرب کے درمیان ایک فکری مکالمہ کا آغاز کرسکے!ہماری قومی قیادت میں کوئی ایسا نہیں جو مغرب سے متاثر ہوئے بغیر ہمارے اور انکے درمیان ایک پُل کا کردار ادا کرسکے!جب کوئی پُل ہی نہیں،جب کوئی رابطہ ہی نہیں اور جب کوئی مکالمہ ہی نہیں تو پھر گلہ کس بات کا!اسی لیے تو مکمل خاموشی ہے!مکمل گہری خاموشی!

راؤ منظر حیات

Dated:06-02-2015